مسلمان خواتین کی دینیاتی خدمات کا تحقیقی وتاریخی مطالعہ

Women's Theological Services in Islam: A Research and Historical Study

Dr. Sardar Ali
Assistant Profeser, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science Information and Teachnology, Peshawer
Email: hsardarali313@gmail.com *ORCID: https://orcid.org/0000-0001-6343-5552*

Shah Parviz
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan
Email: shah00367829@gmail.com *ORCID: https://orcid.org/0000-0003-0165-3866*

Imdad Ullah
PHD Scholar, Department of Islamic Studies Qurtuba Univesity of information and Technology D.I.Khan
Email: imdadu493@gmail.com *ORCID: https://orcid.org/0000-0001-6160-5589*

Abstract:
This research article seeks to highlight the role of Muslim women in intellectual activities especially their input in matters related to Islamic jurisprudence. The Prophet (ﷺ) of Islam is saying 'Seeking of knowledge is obligatory on male and female' makes it clear that the Creator of humankind has bestowed both man and woman with the necessary mental capacities of enriching their knowledge to benefit themselves and be a source of benefit to the humanity. The Prophet (ﷺ) provided necessary opportunities, first to his blessed wives and then to the rest of women followers to enlighten themselves with knowledge. The women companions of the prophet availed of the opportunities to the full and proved their worth in matters of academic pursuit. An outstanding figure among them was the dearest wife of the Prophet Hazrat Ayesha whom prominent male companions of the Prophet would approach whenever the latter would come across difficulty in the interpretation of any principle of Muslim jurisprudence. It was through her channel that the world came to know about the domestic aspect of the prophet's life. It was equally true about rest of the mothers of believers. In the following years down to the present era, the participation of women in scholastic affairs increased tremendously.

This study contains details of services rendered by the women in spreading the words of Allah. Through this study, the researcher has attempted to dispel the impression that on the account of domanance of male in the Muslim society, women stand deprived of a meaningful participation in activities central to the development of a balanced human society. The details given in the paper would reveal that the factual position is opposite and women have always been the best.

Keywords:
Womens, Theological Services, Society, Muslims, Domestic

تمہید :

کرہ ارض پر موجود الہامی وغیر الہامی ادیان ونظام ہائے زندگی میں کامل وجامع ترین دین ونظام دین اسلام ہے جس میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی تفصیلاً موجود ہیں،افراط و تفریط سے پاک اور قابل عمل ضابطہ حیات ہے اسلام جہاں مردوں کے فرائض اور حقوق کا تذکرہ کیا ہے وہاں خواتین کے فرائض اور حقوق کا تذکرہ بھی کرتا ہے۔جس میں مواقع عمل وترقی مرد وزن کو یکساں میسر ہیں۔اسلام نے خواتین کو وہ شاندار حقوق دیئے جس سے دوسرے ادیان عاری ہیں۔

اسلام نے عورت کو حق ملکیت، حق گواہی، حق فتویٰ، حق معلمیت اور امتیازی حقوق دیئے ہیں حق شہادت مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی نصف دینےوجہ قرآن کریم نے "اَنْ تَضِل"ذکر کیا ہے کہ عورتوں پر خطائی کا غلبہ ہوتا ہے اس وجہ سے کہ معاملات ان کا دائرہ کار نہیں ہے بلکہ ان کا دائرہ کار خاندانی نظام اور بچوں کی پرورش وتربیت ہے اجتماعی معاملات، تجارتی امور، عدالتی کاروائیاں مردوں فرائض ہیں خواتین کی جسمانی ساخت اور سبب تخلیق اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ دوعورتوں کی گواہی اس وجہ سے ضروری ہے تا کہ بوقت ادائیگی شہادت اخلاق اور خلوت صحیحہ سے محفوظ رہے۔احادیث نے خواتین کو ناقص العقل اس وجہ سے قرار دیا ہے اور حق طلاق سے ان کو محروم کیا ہے کیونکہ ماہرین نفسیات کے نزدیک ان پر عقل بجائے جذبات غالب رہتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ اندرون وبیرونِ خانہ کامل نمونہ تھے اندرون خانہ زندگی کو آپ کے ازواج مطہرات نے امت تک پہنچایا۔

طبقات صحابہؓ:

محققین علماء نے کثرت وقلت فتاویٰ جات کے بناء پر صحابہ کرامؓ کو تین طبقات میں تقسیم کیا ہیں:

- طبقہ اولیٰ مکثرین بالفتوی،وہ صحابہ کرام جن کے فتاویٰ جات اگر مستقلاً مرتب کیے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے اس طبقہ میں حضرت عمر فاروقؓ، علی المرتضیٰؓ، عبادلہ ثلاثہ، زید بن ثابتؓ اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ شامل ہیں۔
- طبقہ ثانیہ متوسطین فی الفتویٰ جن کے دیئے گئے فتاویٰ جات اگر مستقلاً مرتب کیئے جائیں تو ایک رسالہ تیار ہو جائے۔
- طبقہ ثالثہ مقلین فی الفتویٰ، جن کے مجموعہ فتاویٰ جات سے ایک رسالہ تیار ہو جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ،ام سلمیٰؓ،میمونہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مرجع الخلائق تھے جبکہ خلفاءراشدین اور تاحیات منصب افتاء پر فائز تھی فقہاء صحابہ کرامؓ بشمول خلفاء راشدین بوقت ضرورت آپ کے طرف رجوع کرتے تھے آپ اصول روایت و درایت کی روشنی میں صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ جات پر نظر ثانی بھی کرتی تھی۔

فقہاء نے ازواج مطہرات کے تعامل بابت فتویٰ کی روشنی میں اصول افتاء مرتب کیے ہیں۔

کریب مولی ابنِ عباسؓ جب عائشہؓ کے پاس "رکعتین بعد العصر"کے بابت تو عائشہ صدیقہؓ نے آپ کو ام سلمہؓ کے پاس بھیجا۔

اسلام دین فطرت ہونے کے ساتھ سہل اور قابل عمل بھی اس میں شدت پسندی اور پیچیدہ وناقابل عمل بنانا یہ تحریف کی ایک مذموم قسم ہے۔امہات المؤمنین نے رسولِ خدا کی گھریلو زندگی خصوصاً خواتین کے مسائل (حقوق نسواں)کی بہترین طریقے سے توضیح و تشریح کی ہے۔

تقریری صورت میں خواتین کے فتاویٰ جات وافرمقدارمیں کتب الاحادیث اورکتب الفقہ میں بکھرےہوئےموتیوں کی طرح موجودہیں جن کو اگر جمع کیا جائے تو فقہ النساء کا عظیم انسایکلوپیڈیامرتب ہوسکتا ہے خواتین کی تصنیفی وتحریری خدمات کی قلت کے اسباب گھریلومصروفیات،نسوانی مزاج جو تحریر کے بجائے تقریر پر زیادہ ابھارتی ہے۔

مورخین کاغفلت کہ خواتین کے خدمات مردوں کے خدمات کی طرح اہمیت اور قلم بند نہ کرسکیں۔

- افتاء،شہادت،اور قضاء و امامت میں اساسی فرق موجود ہے۔
- چاروں مناصب کے اساسی شرائط بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔
- جمہورامت کااس پراتفاق ہے کہ خواتین امامت صغریٰ وکبریٰ کے فرائض سرانجام نہیں دیں سکتیں البتہ افتاء وقانون،مشاورت بین الناس میں شرکت کرسکتی ہیں۔
- فقہی آراء قائم کرنے کیلئے رجالیت شرط نہیں بلکہ خواتین بھی فقہی آراء قائم کرسکتی ہیں۔
- عہد صحابہؓ وتابعینؒ اور تبع تابعینؒ سے بھی خواتین کے کثیر فتاویٰ اور فقہی آراء کتبِ احادیث اورکتب الفقہ میں موجود اور منقول ہیں۔

اسلام میں خواتین کامقام:

اسلام میں خواتین کا مقام و مرتبہ اوران کے حقوق و فرائض واضح اور متعین ہیں۔ اسلام نے انہیں علمی اور عملی ہر طرح کی سرگرمیاں انجام دینے کی اجازت اور ترغیب دی ہے۔ لیکن مقامِ حیرت وافسوس ہے کہ خواتین کے حوالے سے ان حقائق کواس اندازسے اجاگر نہیں کیاگیاہے کہ جس سے غیر مسلم محققین کوان کے اعتراضات کاجواب مل سکیں،جو یہ کہتے ہیں:

کہ اسلام نے مردوں کے مقابلے میں عورتوں کو پست درجہ دیا ہے۔انہیں گھر کی چہار دیواری تک محدود کیا ہے۔ ان پر حجاب کی بندشیں عائد کر کے انہیں سماج سے بالکلیہ کاٹ دیا ہے اور معاشرے کو ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے سے محروم کیا ہے ظاہر ہے کہ یہ اور اس طرح کے دیگر اعتراضات اور حقائق سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے لیکن دوسری طرف یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ اسلام کے نام لیواؤں نے اسلام میں خواتین کے مقام و مرتبہ کا صحیح تعارف نہیں کرایا ہے۔ بلکہ ان کا عملی رویہ مخالفین اسلام کے بے بنیاد اعتراضات کی تائید و توثیق کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

مسلمانوں کے دورِ زوال میں خواتین کو ان کا صحیح مقام نہیں دیا گیا۔ انہیں محض توالد و تناسل کا ایک آلہ سمجھا گیا۔ صرف بچوں کی پرورش کرنا اور گھر کے کاموں میں مصروف رہنا ان کا فرضِ منصبی قرار دیا گیا۔ علم کے دروازے ان پر بند کر کے حصول علم کے مواقع سے محرومی ان کا مقدّر ٹھہری،اورانہوں نے اس بات پر احادیثِ نبوی سے سندِ جواز فراہم کی کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو ناقصات العقل والدین قرار دیا ہے۔[1]

حدیث کی تشریح نفسانی خواہشات کے بنیاد پر کی گئی کہ خواتین میں عقل و فہم اور غور و فکر کی صلاحیتوں کی کمی ہوتی ہے حالاں کہ جس موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی وہ وعظ و ارشاد اور تعلیم و تلقین کی مجلس تھی نہ کہ کوئی قانون بتانے اور حکم لگانے کا موقع اور سب جانتے ہیں کہ دونوں مواقع پر اندازِ بیان الگ الگ ہوتا ہے۔

ماہرین نفسیات کے نزدیک عورتوں پر عقل کے مقابلے میں جذبات غالب رہتے ہیں اور مردوں پر جذبات کے مقابلے میں عقل کا غلبہ رہتا ہے اور یہی دونوں کی ضروریات کے عین مطابق ہے۔اس حدیث میں درحقیقت جذبات کے مقابلے میں عقل کی کمی کی بات کہی گئی ہے۔[2]

موضوع اور منگھڑت حدیث کا سہارا لیکر کہا گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کو تعلیم کتابت سے منع کیا ہے۔[3]

اسلامی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو سماج کی تعمیر و ترقی میں خواتین کا کردار بڑا درخشاں اور مثالی نظر آتا ہے۔ان کی خدمات ہمہ جہت و ہمہ پہلو ہیں۔ خاص طور سے علوم و فنون کی اشاعت میں دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے۔

علم کی نسل در نسل منتقلی میں خواتین نے اہم کردار نبھایا ہے۔اسلامی تاریخ میں قرآن کریم کے حافظات و عالمات، حدیث رسول ﷺ کے محدثات اور فقہ اسلامی کی فقیہات نے علوم اسلامیہ کے احیاء میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

خواتین نے اشاعت علوم کے لئے مکاتب، مدارس،ادارے اور مراکز قائم کیے ہیں۔ان میں تعلیم دینے والوں کے لیے وظائف مقرر کیے جائیں اور تعلیم حاصل کرنے والوں کے مصارف برداشت کیے جائیں۔جن لوگوں نے خود کو علمی کاموں کے لیے وقف کر رکھا ہے انہیں معاشی تنگ ودو سے آزاد رکھا جائے۔اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ حکمراں طبقے سے تعلق رکھنے والی اور دولت و ثروت سے بہرہ ور خواتین نے ہر دور میں یہ خدمات انجام دی ہیں۔

عباسی خلیفہ ہارون رشید(م ۱۹۳ھ) کی بیوی زبیدہ بنت جعفر (م ۲۱۶ھ) کو رفاہی کاموں کی انجام دہی کے معاملے میں بہت شہرت حاصل ہے۔انہیں قرآن مجید کی تعلیم سے بہت دلچسپی تھی۔كان لها مائة جارية يحفظن القرآن، ولكل

واحدة ورد عشر القرآن، وكان يسمع في قصرها كدوي النحل من قراءة القرآن[4] "اس کی سو سے زیادہ باندیاں تھیں، جو زیادہ تر وقت قرآنِ کریم کی تلاوت اور حفظ میں مشغول رہتی تھیں۔ ان میں سے ہر ایک قرآن کے دسویں حصہ کی تلاوت کرتی تھی۔ محل میں ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کے مثل سنائی دیتی تھی"۔

زمرّد خاتون (۵۵۷ھ)، جو دمشق کے حکم راں الملک دقّاق کی بہن تھیں، انھوں نے ایک مدرسہ قائم کیا تھا، جو "المدرسة الخاتونية البرانية" کے نام سے معروف تھا۔[5]

اسی طرح عائشہ ہانم نے ۱۱۵۴ھ میں ایک سرائے خانہ تعمیر کرایا تھا جس کو "سبيل عائشة هانم" کہا جاتا تھا۔ اس کے اوپر انہوں نے علوم اسلامیہ کی تعلیم کے لیے ایک مکتب قائم کیا تھا اور ان دونوں کے مصارف کے لیے بہت سی جائیدادیں وقف کر دی تھیں اور اپنے ورثاء کو ان کا متولّی بنا دیا تھا۔[6]

یمن کے سلطان الملک المظفر کی بیوی مریم نے زبید میں "المدرسة المجاهدية" قائم کیا، اس میں یتیم اور غریب بچوں اور دیگر طالب علموں کو داخل کیا، اس میں امام، مؤذن اور معلّم کو رکھا اور اس کے مصارف کے لیے وقف کا معقول نظم کیا۔[7]

صحابیات و تابعیات کی علمی و فقہی خدمات:

علومِ نبوی ﷺ کی اشاعت و تشریح کا سلسلہ عہدِ نبوی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں شروع ہوا تھا اور خواتین نے اس عظیم فرض کو احساس ذمہ داری کے ساتھ پہنچایا۔ امہات المؤمنین میں خاص طور پر حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ نے بڑے پیمانے پر امت کو علمی فیض پہنچایا ہے۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ہر بات کو اس کی صحیح ترین اور کامل شکل میں یاد رکھا اور آپ ﷺ کے جن اعمال کا مشاہدہ کیا ان کو بھی پوری طرح سمجھ کر اپنے ذہن میں محفوظ رکھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مسلمانوں کی دو نسلوں تک آپؐ کی تعلیمات کو پہنچانے کا ذریعہ بنیں۔ اسی طرح گویا نصف صدی تک امت کے حق میں فیض رسانی کا ذریعہ بنی رہیں۔[8]

حضرت عائشہؓ سے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث مروی ہیں، آپؓ سے دو سو ننانوے (۲۹۹) صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے روایات نقل کی ہیں، جن میں ستاسٹھ (۶۷) خواتین شامل تھیں حضرت ام سلمہؓ کا شمار فقہائے صحابیات میں ہوتا ہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اگر ان کے فتاویٰ جمع کیے جائیں تو ایک رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔[9]

ان سے ایک سو ایک (۱۰۱) صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے روایات نقل کی ہیں، جن میں تیئس (۲۳) خواتین ہیں۔ احادیث مبارکہ کی روایت میں صحابیات، تابعیات اور بعد کی خواتین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ یہاں صرف چند مشہور خواتین کا تذکرہ کیا جا رہا ہے:

- سید التابعین حضرت سعید بن المسیبؒ (۹۴ھ) بڑے علم و فضل کے مالک تھے۔ ان کے حلقۂ درس سے بے شمار لوگوں نے فائدہ اٹھایا اور ان سے احادیث روایت کیں۔ ان کی صاحب زادی 'درّۃ' نے ان سے مروی تمام احادیث حفظ کرلی تھیں۔ خلیفۂ وقت عبد الملک بن مروان (م۸۶ھ) نے اپنے بیٹے اور ولی عہد ولید کے لیے ان کا رشتہ مانگا، لیکن ابن المسیبؒ نے انکار کر دیا اور ان کا نکاح اپنے ایک شاگرد ابن ابی وداعہ سے کر دیا۔ نکاح کے کچھ روز کے بعد جب شوہر حضرت ابن المسیبؒ کی علمی مجلس میں جانے لگے تو بیوی نے کہا: إجلس أعلّمك علم سعيد. یہیں رہیے سعیدؒ کے پاس جو علم ہے وہ میں ہی آپ کو دے دوں گی۔[10]
- امام مالک بن انسؒ (م۱۷۹ھ) کی صاحب زادی کو پوری مؤطا یاد تھی۔ والد کے حلقہ درس میں پس پردہ شریک رہتی تھی احادیث پڑھنے میں کوئی شخص غلطی کرتا تو وہ دروازہ کھٹکھٹا دیا کرتی تھیں۔ امام مالک سمجھ جاتے اور پڑھنے والے کی اصلاح کردیتے تھے۔[11]
- فاطمہ بنت منذر بن زبیر بن العوام عظیم فقیہہ تھیں۔ انہوں نے بہت سی احادیث الاحکام کی روایت کی ہے، خاص طور پر اپنی دادی حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے۔ ان کی بیش تر روایات ان کے شوہر حضرت ہشام بن عروہؒ (م۱۴۶ھ) کے واسطے سے مروی ہیں۔
- نفیسہ بنت الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب (م۲۰۸ھ)، جو امام جعفر صادقؒ کی بہو تھیں، بڑی صاحب علم و فضل خاتون تھیں۔ وہ اپنے شوہر اسحاق مؤتمن کے ساتھ مدینہ سے مصر چلی گئیں تو وہاں ان کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ چنانچہ لوگ علم کی پیاس بجھانے کے لیے جوق در جوق ان کے گھر کا رخ کرتے تھے۔ ان کے شاگردوں میں سب سے مشہور نام امام شافعیؒ کا ہے، جو ان سے علمی استفادہ کے لیے برابر ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ سیدہ نفیسہ احکام القران والحدیث دونوں کی بڑی عالمہ تھیں۔ وہ قرآن کریم اور حدیث مبارکہ کی بڑے ذخیرے کی حافظہ تھی، مورخین نے دونوں میدانوں میں ان کی عظمت و مہارت کا تذکرہ یوں کیا ہے۔ عالمة بعلوم التفسير والحديث. وہ تفسیری علوم اور حدیثی علوم کی عالمہ تھیں۔ سیدہ نفیسہ کی علمی عظمت کا اعتراف تاریخ میں 'نفیسۃ العلم' کے نام سے معروف ہے۔[12]

مساجد میں خواتین کے حلقے:

آج ہمارے درمیان اس موضوع پر مباحثے جاری ہیں کہ مساجد میں خواتین کا داخلہ جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ ابتدائی صدیوں میں خواتین کے علمی دروس کی مجلسیں منعقد ہونا ایک تاریخی حقیقت تھی وہ اپنے گھروں میں دوسروں کے گھروں میں، مساجد و مدارس اور رباطات میں، باغات میں اور دیگر مقامات میں مسندِ تدریس پر بیٹھتی تھیں اور ان سے استفادہ کرنے والوں میں مرد اور خواتین دونوں ہوتے تھے۔ اسلام میں تین

مسجدوں(مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجد اقصیٰ)کی غیر معمولی اہمیت ہے۔مؤرخین نے صراحت کی ہے کہ ان سب میں خواتین کی علمی مجلسیں منعقد ہوتی تھیں اوروہ باقاعدہ درس دیتی تھیں۔[13]

- مسجد حرام میں درس دینے والوں میں ام محمد سارہ بنت عبد الرحمن المقدسیۃ کا نام مشہور ہے۔
- مسجد نبوی میں درس دینے والی خواتین میں ام الخیر وام محمد فاطمہ بن ابراہیم بن محمود بن جوھر البعلبکی المعروف بالبطائحی ہیں۔اس کے علاوہ قاضی القضاۃ شیخ تقی الدین سلیمان بن حمزہ کی بیوی زینب بنت نجم الدین اسماعیل المقدسیۃ، ام محمد زینب بنت احمد بن عمر المقدسیۃ کا نام آتا ہے۔
- مسجد اقصیٰ میں درس دینے والی خواتین میں ام الدرداء التابعیۃ شہرت کی حامل ہیں۔اورام محمد ھدیۃ بنت علی بن عسکر البغدادی (آٹھویں صدی ہجری)شہرت رکھتی ہیں۔

اسلامی تاریخ میں دمشق کی مسجد اموی کی بھی غیر معمولی اہمیت ہے۔اس میں بھی خواتین کی درس وتدریس کی مجلسیں قائم ہوتی تھیں۔علامہ خیر الدین الزرکلی نے الاعلام میں رقم طراز ہیں:"کہ ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں لکھاہے کہ اس نے مسجدِ اموی کی زیارت کی اور وہاں متعدد خواتین، مثلاً زینب بنت احمد بن ابراہیم اور عائشہ بنت محمد بن مسلم الحرّانیۃ سے حدیث کی سماعت کی"۔[14]

خواتین اکابرِامت کی معلّمات:

اسلام کے دورِ عروج میں خواتین کے افادہ واستفادہ کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ان سے خواتین اور مرد دونوں استفادہ کرتے تھے خواتین کی اس کارکردگی پرنہ صحابہ کرامؓ اورنہ ہی تابعین نے نکیر کی۔اورنہ بعد کی صدیوں میں محدثین اور فقہاء کرامؒ نے کبھی اس پر پابندی عائد کرنے کی کوشش کی۔خواتین کے فخر کے لیے یہ بات کافی ہے کہ ان کی مجالس میں بڑے بڑے علماء وفقہاء اور محدثین حاضر ہوتے تھے اور ان سے استفادہ کرتے تھے۔یہاں تاریخ اسلام کی چند اہم شخصیات اور ان کی معلّمات کا تذکرہ کیاجاتاہے:

۱۔ امام ذہبیؒ(م۷۴۸ھ) نے اپنی کتاب"معجم شیوخ الذهبي" میں اور ابن حجرؒ(م۸۵۲ھ) نے"المعجم المؤسس للمعجم المفهرس"میں اپنی معلّمات اور شیخات کا ذکر کیاہے۔ان کے شاگرد علامہ سخاویؒ(م۹۰۲ھ) نے "الضوء اللامع لأهل القرن التاسع" کی ایک جلد میں ایک ہزار سترّ(۱۰۷۰) خواتین کا تذکرہ کیاہے، جن میں سے زیادہ تر محدثات و فقیہات تھیں۔[15]

۲۔ امام سیوطیؒ(م۹۱۱ھ) نے متعدد معلمات سے علم حاصل کیا۔ مثلاً ام ہانی بنت الھوینی، ام الفضل بنت محمد المقدسی، خدیجہ بنت ابی الحسن المقن، نشوان بنت عبداللہ الکنانی،ھاجر بنت محمد المصریۃ، امۃ الخالق بنت عبداللطیف العقبی وغیرہ۔ انہوں نے اپنی معجم اور دیگر مؤلفات میں ان کا تذکرہ کیاہے اور ان کی روایات بیان کی ہیں۔ علامہ ابن حزمؒ(م۴۵۶ھ) کی

تعلیم وتربیت میں متعدد خواتین کا اہم کردار ہے، جنہوں نے انہیں قرآن کریم کی تعلیم دی۔ لکھنا پڑھنا سکھایا اور ان میں شعری ذوق پیدا کیا۔ اس کا ابن حزمؒ نے برملا اعتراف کیا ہے۔[16]

۳۔ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) نے طاہرہ بنت احمد بن یوسف التنوخیہ سے سماعت کی جو بڑی محدثہ اور فقیہہ تھیں۔

۴۔ جلیلۃ بنت علی بن الحسن نے عراق اور شام کا سفر کیا تو علامہ سمعانیؒ (م ۵۶۴ھ) اور دیگر علمائے کبار نے ان سے فیض اٹھایا۔

۵۔ ابو عمرو مسلم بن ابراہیم الازدی الفراھیدیؒ (م ۲۲۲ھ) نے ستّر خواتین سے روایت کی ہے۔

۶۔ اسی طرح ابو الولید ہشام بن عبد الملک الطیالسیؒ (م ۲۲۷ھ) کے شیوخ میں بھی ستّر خواتین کا نام ملتا ہے۔

۷۔ حافظ ابن عساکرؒ (م ۵۷۱ھ) نے جن خواتین سے استفادہ کیا ان سے احادیث روایت کیں ان کی تعداد اسّی سے متجاوز ہے۔

۸۔ ابو عبد اللہ محمد بن محمود بن النجارؒ (م ۶۴۳ھ) کے اساتذہ اور شیوخ میں تین ہزار مرد اور چار سو خواتین تھیں۔[17]

۹۔ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں تیسری صدی ہجری کے اوائل تک آٹھ سو چوبیس خواتین کے نام ذکر کیے ہیں، جنھیں روایتِ حدیث میں شہرت حاصل تھی۔ علم حدیث کی اشاعت وترویج کے میدان میں زمانہ کے اعتبار سے بھی کتابیں لکھی گئی ہیں، مقام کے اعتبار سے بھی اور عمومی انداز میں بھی۔

۱۰۔ مشہور تابعیہ ام الدرداء الصغریٰ، جن کا نام ھجیمۃ بنت حیی الاوصابیۃ تھا، انہیں علم قراءت میں مہارت حاصل تھی۔

۱۱۔ فاطمہ نیشاپوریہ چوتھی صدی ہجری کے حافظہ قرآن، عالمہ، مفسّرہ، اور فقیہہ کی حیثیت سے مشہور ہوئیں۔ انھیں علمِ قراءت میں بھی کمال حاصل تھا۔ حج کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئیں تو وہاں درس دینا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ ان کا حلقۂ درس وسیع ہوتا گیا اور ان کی شہرت دور دراز علاقوں تک پہنچ گئی۔ اسی وجہ سے انھیں "مفسّرہ فاطمہ نیشاپوریہ" کہا جاتا تھا۔

۱۲۔ ام العز بنت محمد بن علی بن ابی غالب الدانی (م ۶۱۰ھ) کو قراءتِ سبعہ میں مہارت حاصل تھی۔

۱۳۔ خدیجۃ بنت ہارون (م ۶۹۵ھ) عمدہ قاریہ تھیں ان کو قراءاتِ سبعہ میں مہارت حاصل تھی۔ فنِ قراءت کی کتاب "الشاطبیۃ" انہیں پوری ازبر تھی قرآن مجید کی بہت عمدہ قاریہ تھیں بہت سے لوگوں نے ان سے تجوید اور قراءت کا علم حاصل کیا تھا وعظ وارشاد کی مجلسیں منعقد کرتی تھیں جن میں لوگ بڑی تعداد میں شریک ہوتے تھے۔

۱۴۔ سلمٰی بنت محمد الجزری (نویں صدی ہجری) اپنے وقت کی مشہور قاریہ تھیں دس قراءتوں کے ساتھ قرآن پڑھتی تھیں۔

۱۵۔ فاطمہ بنت محمد بن یوسف بن احمد بن محمد الدیروطی (نویں صدی ہجری) بڑی عالمہ وفاضلہ خاتون تھیں انھیں علمِ قراءت میں مہارت حاصل تھی ان سے عورتوں اور مردوں کی ایک بڑی جماعت نے استفادہ کیا۔ فقہ شافعی میں غیر معمولی ادراک رکھتی اور اس کے علاوہ علم الفرائض حساب اور نحو کی بھی ماہر اور حدیث کی بھی روایت کرتی تھیں۔[18]

۱۶۔ فاطمہ البغدادیہ کو فقہ حنبلی کے تمام اصول و فروع میں خوب مہارت حاصل تھی۔ انہیں علامہ ابن قدامہؒ المقدسی کی کتاب المغنی پوری ازبر تھی۔ ان سے فقہ حنبلی کے بارے میں کوئی سوال کیا جاتا تو اس کا نصوص کی روشنی میں جواب دیتی تھیں۔ انہوں نے فقہ کی تعلیم علامہ ابن تیمیہؒ سے حاصل کی تھی۔

۱۷۔ ست الوزراء (م۷۳۶ھ) کو فقہ حنفی میں مہارت حاصل تھی۔ انھوں نے امام ابو حنیفہؒ کی فقہ کا زیادہ تر حصہ یاد کر رکھا تھا۔[19]

خواتین کا ایک اہم ترین اعزاز:

علمِ حدیث کے میدان میں خواتین کے شرف اور فخر کے لیے یہ بات کافی ہے کہ جہاں احادیث کی روایت کرنے والے مردوں کی بڑی تعداد کو متہم کیا گیا ہے، ان پر وضعِ حدیث کا الزام لگایا گیا ہے اور ضعف کی وجہ سے ان کی روایات قبول نہیں کی گئی ہیں، وہاں ایک عورت بھی ایسی نہیں پائی گئی جو اس 'عیب' سے داغ دار ہو۔ امام ذہبیؒ لکھتے ہیں: وما علمت فی النساء من اتّھمت، ولا من ترکوھا[20] "مجھے نہیں معلوم کہ روایتِ حدیث میں ایک بھی عورت متّہم ہوئی ہو اور نہ محدثین نے ضعف کی وجہ سے کسی ایک عورت کو ترک کیا ہے"۔

تاریخ اسلام میں ایسی بھی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ کتاب و سنت کے فہم اور علوم اسلامیہ کی نشر و اشاعت میں خواتین کا کردار مردوں سے بڑھ کر رہا ہے۔ اس طرح انھوں نے عملی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ عورتوں کے ناقصات العقل ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے اندر فہم و استنباط اور ابلاغ و ترسیل کی صلاحیتیں مردوں سے کم تر ہوتی ہیں۔ یہاں چند ایسی ممتاز خواتین کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔

- حفصہ بنت سیرینؒ (م ۱۰۱ھ) بلند پایہ کی محدثہ اور فقیہہ تھیں۔ فہمِ قرآن میں بھی ان کا مقام بہت اعلیٰ تھا۔ علم قراءت میں ان کو اس قدر مہارت حاصل تھی کہ جب ان کے بھائی محمد بن سیرینؒ کو کوئی مشکل پیش آتی تو فرماتے: حفصہ سے پوچھو کہ وہ کیسے پڑھتی ہیں؟[21]
- شیخہ صالحہ (چھٹی صدی ہجری)، عبدالواحد بن محمد بن علی بن احمد الشیرازی (جو ابوالفرج کے لقب سے مشہور تھے) کی صاحب زادی اور زین الدین علی بن ابراہیم بن نجا (جو ابن النجیّہ کے نام سے معروف تھے) کی والدہ تھیں۔ شیخ ابوالفرج اپنے وقت میں شام کے مشہور شیخ اور فقہ حنبلی کے امام تھے۔ فقہ میں ان کی متعدد تصانیف ہیں۔ انہوں نے کتاب الجواھر کے نام سے تیس (۳۰) جلدوں میں ایک تفسیر لکھی تھی۔ ان کی صاحب زادی نے وہ پوری تفسیر یاد کر لی تھی۔ زین الدین بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ماموں سے تفسیر پڑھتا تھا۔ جب میں اپنی والدہ کے پاس آتا تو وہ مجھ سے دریافت کرتیں کہ آج تمہارے ماموں نے کس سورۃ کی تفسیر بیان کی؟ اور انہوں نے کیا کیا باتیں بتائیں؟ جب

میں فتویٰ بتاتا تو وہ پوچھتیں کہ فلاں سورۃ کی تفسیر میں انہوں نے فلاں بات بتائی کہ نہیں؟ میں جواب دیتا: نہیں، تو وہ فرماتیں: تمہارے ماموں نے فلاں آیت کی تفسیر میں فلاں فلاں باتیں چھوڑ دی ہیں۔[22]

- فاطمہ بنت محمد بن احمد السمرقندی(م ۵۷۱ھ) فقہ حنفی میں بہت شہرت رکھتی تھیں ان کے والد مشہور محدث اور فقیہ تھے فاطمہ نے ان سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اوراس میں کمال پیدا کیا انہیں اپنے والد کی کتاب تحفة الفقهاء پوری ازبر تھی فقہ میں ان کی مہارت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتاہے کہ ان کے والد کے پاس کوئی استفتاء آتا تو وہ اپنی صاحب زادی سے مشورہ کرتے تھے پھر وہ جواب تیار کرتیں اور اس پر باپ اور بیٹی دونوں کے دستخط ہوتے۔ علامہ السمرقندی نے اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح اپنے عزیز شاگرد علاؤالدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی سے کر دیا تھا۔ کاسانی کو ان کی تصنیف بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع کی وجہ سے علمی دنیا میں شہرت حاصل ہوئی۔ فاطمہ کا علمی فیض نکاح کے بعد بھی جاری رہا وہ اپنے گھر میں درس کے حلقے لگاتی تھیں۔ ان سے بڑی تعداد میں لوگوں نے استفادہ کیا۔ شیخ کاسانیؒ بہت بڑے فقیہ تھے۔ ان کا لقب ملك العلماء تھا، لیکن ان کی بیوی فاطمہ ان سے بڑھ کر تھیں۔ فاطمہ کے متعلق تاریخ نگار لکھتے ہیں: انها كانت تنقل المذهب نقلا جيداً، وكان زوجها الكاساني ربّما يهم في الفتوىٰ فترده إلى الصواب، وتعرفه وجه الخطأ، فيرجع إلى قولها، "وہ (حنفی) مسلک کی بہت اچھی طرح ترجمانی کرتی تھیں۔ ان کے شوہر کاسانی کو بسا اوقات کوئی مسئلہ بیان کرتے ہوئے وہم ہو جاتا تو فاطمہ اس کی تصحیح کر دیتی تھیں اور انہوں نے کیا غلطی کی ہے؟ یہ بھی بتادیتی تھیں۔ چنانچہ کاسانی ان کی تصحیح کو قبول کر لیتے تھے"۔[23]
- علمِ حدیث کے میدان میں شیخ ابو الحجاج جمال الدین یوسف المزّی (م ۷۴۲ھ) کی خدمات سے ہر طالب علم اچھی طرح واقف ہے۔ خاص طور سے فن اسماء الرجال میں انہیں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ ان کی تصانیف: تهذيب الكمال في أسماء الرجال، تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف اور المنتقى من الفوائد الحسان في الحديث اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ شیخ مزی کو جتنی مہارت اور شہرت علم حدیث اور رجال کے میدان میں تھی، اتنی ہی بلکہ اس سے زیادہ مہارت اور شہرت ان کی زوجہ عائشہ بنت ابراہیم بن صدیق (جو ام فاطمہ کے لقب سے مشہور تھیں) علم تجوید و قراءتِ قرآن کی بہترین قاریہ تھیں۔ ۷۴۱ھ میں اسّی (۸۰) برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ نصف صدی سے زائد عرصہ انہوں نے قرآن کی تعلیم و تدریس میں گزارا اور ہزاروں مردوں اور عورتوں نے ان سے استفادہ کیا۔
- فن حدیث سیکھنے والوں میں سے مزی کی صاحبزادی امۃ الرحیم زینب بھی تھیں جو مشہور مفسر، محدث اور مؤرخ علامہ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) کی زوجہ تھیں۔ ابن کثیرؒ جہاں شیخ مزّی کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں انہوں نے اپنی خوش دامن صاحبہ سے بھی علمی استفادہ کیا تھا۔ ابن کثیرؒ نے ان کا تذکرہ بڑے اچھے انداز میں کیا ہے: اپنے زمانے کی عورتوں میں کثرتِ عبادت، تلاوتِ قرآن اور فصاحت و بلاغت اور صحیح ادا کے ساتھ قرآن پڑھانے کے معاملے

میں کوئی دوسرا ان کا ہم سر نہ تھا انہوں نے بہت سی عورتوں کا قرآن ختم کروایا اور بے شمار عورتوں نے ان سے قرآن پڑھا اسی طرح ان کے بارے میں ابن کثیرؒ رقم طراز ہیں: ان کی طرح کی قراءت کرنے سے بہت سے مرد حضرات عاجز تھے۔[24]

خواتین تصنیف و تالیف کی میدان میں:

جہاں تک اسلامی علوم میں تصنیف و تالیف کا معاملہ ہے اس سلسلے میں خواتین بہت پیچھے رہی ہیں شیخ محمد خیر رمضان یوسف نے تذکرہ و تراجم کی کتابوں میں بہت غائرانہ انداز سے تفتیش و تفحّص کے بعد اپنی کتاب المؤلّفات من النساء ومؤلّفاتھن في التاریخ الإسلامي میں ۱۴۰۰ھ تک چھتیس ۳۶ مؤلّفات کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کی کتابوں کی تعداد عربی زبان میں سو ۱۰۰ سے زیادہ نہ ہو گی۔[25]

تالیفات و تصانیف کے شعبے میں خواتین کی کمزور کارکردگی کی اسباب:

۱۔ تصنیف و تالیف ذہنی سکون واطمینان اور کسی حد تک فرصت و فراغت کا تقاضا کرتی ہے جبکہ خواتین اپنی فطری مصروفیات مثلاً حمل، ولادت، رضاعت، بچوں کی پرورش اور گھریلو کاموں میں مصروفیت کیوجہ سے بیشتر اوقات اس سے عموماً محروم رہتی ہیں۔

۲۔ خواتین کی رغبت عموماً تحریر و تصنیف کے مقابلے میں کہنے سننے کی طرف زیادہ رہتی ہے۔ اسی لیے ان کی صلاحیتوں کا اظہار شاعری، ادب، لغت اور انسانی و وجدانی علوم میں دیگر میدانوں کے مقابلے میں زیادہ ہوا ہے۔ علم حدیث کی بنیاد سماع وروایت پر ہے، اس کے لیے تحریر شرط نہیں ہے، اسی لیے اس میں خواتین کی صلاحیتوں کا غیر معمولی اظہار ہوا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں محدّثات پیدا ہوئی ہیں۔

۳۔ خواتین کی بہت سی تصنیفات، جو ایک عرصہ تک امت کے درمیان متداول تھیں، حوادثِ زمانہ کی نذر ہو گئیں اور مورخین اور تذکرہ و تراجم کی کتابیں تالیف کرنے والوں نے ان صاحبِ تصنیف خواتین کے حالات لکھنے سے تغافل برتا، اس کی ایک وجہ پردہ نشیں خواتین کے حالات جمع کرنے میں حائل دشواریاں تھیں۔[26]

قرانیات، سیرت نگاری اور خواتین:

- بیسویں صدی کی خواتین میں دکتور عائشہ عبدالرحمن بنت الشاطی (م ۱۹۹۸ء) کا نام بہت نمایاں ہے۔ انہوں نے عربی زبان وادب کی اعلیٰ تعلیم قاہرہ یونی ورسٹی سے حاصل کی، پھر مختلف ممالک میں تدریسی خدمات انجام دیں لیکن پھر ان کا رجحان قرآنیات کی طرف ہوا۔ وہ جامعۃ القرویین مراکش میں شعبۂ تفسیر میں پرفیسر رہی ہیں۔ وہ پہلی خاتون ہیں جو جامع ازہر میں بطور لیکچرار تعینات ہوئی۔ انہیں بہت سے ایوارڈز سے نوازا گیا، جن میں سے ایک عالم اسلام کا اعلیٰ ترین اعزاز کا شاہ فیصل ایوارڈ ہے، جو انہیں ۱۹۹۴ء میں قرآنیات کے میدان میں اعلیٰ خدمات انجام دینے پر دیا گیا۔[27]

- بنت الشاطی کی تصانیف کی تعداد چالیس (۴۰) سے زائد ہے خاندانِ نبوت کی خواتین پر ان کی تیار کردہ سیریز میں اُمّ النبي، نساء النبي، بنات النبي اور زینب بطلۃ کربلا شامل ہیں، اس کے علاوہ قرآنیات پر التفسير البياني للقرآن الكريم، الاعجاز البياني للقرآن الكريم، القرآن والتفسير العصري اور مقال في الإنسان اہمیت رکھتی ہیں۔

جس موضوع پر مطالعہ مقصود ہو اس سے متعلق قرآن کی تمام آیات جمع کرلی جائیں، پھر ان پر غور وفکر کیا جائے تو اس سے نئے معانی مستنبط ہوتے ہیں۔ علومِ قرآن اور اصولِ تفسیر سے متعلق ان کی اور بھی آراء ہیں جو ان کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ انہوں نے اعتراف کیا یہ منہجِ تفسیر انہوں نے اپنے استاذ شیخ امین (م۱۹۶۶ء) جو ان کے شوہر بھی تھے، سے حاصل کیا ہے۔

- زینب الغزالی (م۱۴۲۶ھ) کا شمار موجودہ دور کی ان خواتین میں ہوتا ہے جنہیں اپنی دعوتی اور تحریکی سرگرمیوں کی وجہ سے عالمی سطح پر شہرت حاصل ہے وہ اخوان المسلمون سے وابستہ سرکردہ خواتین میں سے تھیں ان کی پوری زندگی اسلام کی راہ میں جدوجہد اور قربانی سے عبارت ہے عرصہ تک انھوں نے قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں آزادی ملی تو اپنا سارا وقت درس و تدریس، وعظ و ارشاد اور تصنیف و تالیف میں گزارا، اگرچہ دینی موضوعات پر ان کی متعدد تصانیف ہیں لیکن ان میں سب سے اہم ان کی تفسیر ہے جو نظرات في كتاب الله کے نام سے شائع ہوئی ہے ۱۳۰۰ صفحات پر مشتمل دار التوزيع والنشر الاسلاميه قاہرہ سے منظر عام پر آئی اس تفسیر میں دعوتی اسلوب نمایاں ہے۔[28]
- موجودہ دور کی مفسّرات میں ایک اہم نام محترمہ نائلہ ہاشم صبری کا ہے ان کی سرگرمیاں علمی اور عملی دونوں میدانوں میں ہیں وہ متعدد رفاہی اداروں اور سماجی تنظیموں سے وابستہ ہیں۔ ان کی متعدد تصانیف دینی موضوعات پر شائع ہوئی ہیں جن میں سے ایک كواكب النساء ہے جس میں پانچ سو ۵۰۰ سے زائد خواتین کے تذکرے جمع کیے ہیں ان میں امہات المومنین، صحابیات، محدثات، فقیہات، زاہدات اور حکومت وسیاست اور شعر وادب سے دل چسپی رکھنے والی خواتین شامل ہیں انھوں نے المبصر لنور القرآن کے نام سے ایک مبسوط تفسیر لکھی ہے جس کا پہلا ایڈیشن گیارہ (۱۱) جلدوں میں جب کہ دوسرا ایڈیشن سولہ (۱۶) جلدوں میں شائع ہوا ہے یہ تفسیر بالمأثور کی ایک نمائندہ تفسیر ہے جس میں حالاتِ حاضرہ سے ربط کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے اس تفسیر کے تجزیاتی مطالعہ کے لیے ۲۰۰۸ء میں عفاف عبد الغفور حميد من جهود المرأة، المبصر لنور القرآن:أول جهد كامل في التفسير للمرأة حديثا پر کام کیا ہے۔[29]
- ان کے علاوہ خواتین کے ذریعہ تیار ہونے والی تفسیروں میں ماجدہ فارس الشمری کی التوضیح والبیان فی تفسیر القرآن ۸ جلدوں میں مشہور ہے۔
- اسی طرح طفوقیہ ابراہیم الشربینی کی تيسير التفسير چار جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

- فاطمہ کریمان حمزہ کی اللؤلؤ والمرجان في تفسير القرآن اور ترکی زبان میں سمرا کورون کی تفسیر القارئ ۱۳ جلدوں میں قابل ذکر ہیں۔[30]

علاوہ ازیں خواتین نے جزئی تفسیریں بھی لکھی ہیں مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے مکمل یا نامکمل ترجمے کیے ہیں اور علوم القرآن کے مختلف پہلوؤں پر کتب تصنیف کیں۔ تدبرِ قرآن، اقسام القرآن اور لغوی و بلاغی موضوعات و مباحث شامل ہیں۔ قرآنیات کے علاوہ حدیث، سیرت اور فقہ اسلامی میں بھی خواتین کی گرانقدر کاوشیں موجود ہیں موجودہ دور میں عالم عرب میں علوم اسلامیہ میں تصنیف و تالیف کی خدمات انجام دینے والی خواتین میں علامہ البانی کی صاحب زادیاں: حسانۃ اور سکینۃ، فاطمہ ماردینی اور فاطمہ اسماعیل خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں ان کی تصانیف نے علوم اسلامیہ میں قابل قدر اضافہ کیا۔[31]

برِّ صغیر میں علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت اور خواتین کا مالی و اخلاقی سرپرستی:

برِّ صغیر پاک و ہند میں علومِ اسلامیہ کے فروغ میں خواتین کی زرّیں خدمات ہیں انھوں نے اشاعتِ علم کی سرپرستی کی ہے اور اعلیٰ معیار کے علمی کام انجام دیے ہیں۔ مغل حکمران اورنگ زیب (م۱۱۱۸ھ) کی صاحب زادی زیب النساء نے شیخ صفی الدین ولی سے قرآن مجید کا فارسی زبان میں ترجمہ کروایا تھا ساتھ ہی امام رازی (م۶۰۶ھ) کی تفسیر کبیر کا بھی فارسی ترجمہ کروایا تھا۔[32]

ماضی قریب میں ریاست بھوپال کی حکمراں نواب خواتین نے علمی سرپرستی کی مثال قائم کی ہے۔ انہوں نے خوب فیاضی سے تعلیمی اداروں کی مالی امداد کی ہے اور خطیر سرمایہ صرف کرکے علمی کام کرائے ہیں نواب سکندر جہاں بیگم (م۱۸۶۸ء) نے شیخ احمد داغستانی سے ترکی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کروایا۔[33]

ان کی صاحب زادی اور جانشین سلطان جہاں بیگم نے بہت سی دینی درس گاہوں اور تعلیمی اداروں کو مالی امداد فراہم کی، جن میں علی گڑھ، دیوبند اور ندوہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے ہی سیرۃ النبی کی تالیف کے لیے علامہ شبلی نعمانیؒ کو گراں قدر مالی امداد دی۔[34]

جس زمانے میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مرکزی عمارت زیر تعمیر تھی، ریاست بہاول پور کی خاتون فلک احتجاب نے اس مد میں اپنے جیبِ خاص سے پچاس ہزار روپے کا عطیہ دیا۔ علامہ شبلی نعمانیؒ نے انہیں 'زندہ زبیدہ خاتون' کا لقب دیا ہے اور ان کی فیاضی اور علم دوستی کی تحسین کی ہے۔[35]

تفسیر و علوم تفسیر پر خواتین کے تصنیفی خدمات:

- محترمہ ثریا شحنہ کی 'تبیین القرآن فی تفسیر القرآن' طبع حیدرآباد، انڈیا ۲۰۳۳ء
- پاکستان میں محترمہ شکیلہ افضل کی 'تسہیل البیان فی تفسیر القرآن' (طبع لاہور، ۲۰۱۳ء) شائع ہوئی ہیں۔

- اہلیہ مولانا عزیز گلؒ (نو مسلمہ، م ۱۹۶۶ء) نے اپنے شوہر کے ساتھ مل کر انگریزی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا تھا لیکن وہ زیورِ طبع سے آراستہ نہ ہو سکا۔
- ڈاکٹر فریدہ خانم، سابق پروفیسر شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی نے اپنے والد مولانا وحید الدین خاں کے انگریزی ترجمۂ قرآن پر نظر ثانی کی علومِ قرآن کے مختلف پہلوؤں پر خواتین کی تصنیفات کی ایک معتد بہ تعداد ہے۔

سیرت النبی کے مختلف پہلوؤں پر خواتین کے قابل قدر تصانیف:

سیرتِ نبویؐ پر بھی خواتین نے محبت، عقیدت اور تحقیق پر مبنی معیاری کتابیں تصنیف کی ہیں:

- ڈاکٹر رؤفہ اقبال کی کتاب 'عہد نبویؐ کے غزوات و سرایا' اور محترمہ نجمہ راجہ یٰسین کی کتاب ' عہدِ نبویؐ کا بلدیاتی نظم و نسق سیرت پر بہترین کتب ہیں۔
- محترمہ شہناز کوثر اور محترمہ نگہت ہاشمی نے سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا ہے۔
- ڈاکٹر سعدیہ غزنوی کی کتابیں 'نبی کریم ﷺ بہ طور ماہر نفسیات' اور 'اسوۂ حسنہ اور علم نفسیات' سیرت کے ایک اہم پہلو پر روشنی ڈالتی ہیں۔
- محترمہ عطیہ خلیل عرب نے مشہور عرب ادیب توفیق الحکیم کی کتابِ سیرت ' محمد ﷺ ' لکھی ہے۔
- محترمہ عذرا نسیم فاروقی نے جدید دور کے مشہور سیرت نگار ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کی کتاب 'المجتمع المدني في عصر النبوة' کو اردو کا جامہ پہنایا ہے۔
- محترمہ ام عبد منیب نے سیرت نبوی پر ایک ضخیم انسائیکلو پیڈیا (۶۸۸/ صفحات) سوال و جواب کے طرز پر تیار کیا ہے۔ محترمہ نے سیرت پر اردو زبان میں لکھی جانے والی نئی تصنیفات کی جو کتابیات تیار کی اس میں خواتین کے ذریعے لکھی جانے والی کتابوں کی تعداد اسّی (۸۰) سے متجاوز ہے۔[36]
- محترمہ مریم جمیلہ (م ۱۴۳۳ھ) نے اسلامیات کے میدان میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ لائق ستائش ہے انھوں نے مغربی فکر و تہذیب اور اس کی مادہ پرستانہ قدروں پر پورے اعتماد کے ساتھ بھرپور تنقید کی، سیکولرزم اور جدیدیت پر مبنی نظریات کا محاسبہ کیا اور فکر اسلامی کا کامیاب دفاع کیا ان کی تحریریں معذرت خواہانہ لب و لہجہ سے پاک ہیں۔ انھوں نے اسلام کو موجودہ دنیا کے لیے بطور متبادل پیش کیا۔

انگریزی زبان میں ان کی تصانیف، جن کی تعداد تقریباً تین درجن ہے اسلامی لٹریچر میں قابل قدر سرمایہ کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ ان میں سے متعدد کتابوں کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔[37]

دیگر ممالک میں بھی خواتین نے اہم دینی و علمی خدمات انجام دی ہیں۔ خاص طور سے مغربی ممالک میں خواتین کے قلم سے اسلامیات کے مختلف پہلوؤں پر قابل قدر تصانیف معرضِ وجود میں آئیں ان میں وہ خواتین بھی ہیں جن کا تعلق دیگر مذاہب سے ہے لیکن انھوں نے اسلامیات سے دلچسپی لی اور جو تحقیقات پیش کی ہیں انھیں عالمی پیمانے پر قبولِ عام حاصل ہوا ہے۔

موجودہ دور میں تعلیم نسوۃ کا رجحانات:

اکیسویں صدی میں بنات کی تعلیم و تعلم کا رجحان بڑھا، ان کے لیے مخصوص تعلیمی ادارے قائم ہوئے اور عصری جامعات میں بھی انھیں داخلہ کے مواقع ملے تو ان کی علمی صلاحیتوں کو جلا ملی اور انھوں نے علوم اسلامیہ کے مختلف موضوعات پر ماسٹر، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کے مقالات تحریر کیے یہ مقالات علوم اسلامیہ کے تمام موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں۔ ان سے خواتین کے تخلیقی کمالات کا بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے ان میں قدیم و جدید مفسرین کے مناہج تفسیر کا تعارف کرایا گیا اور ان کا تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ کیا ہے سماجی، معاشی اور سیاسی موضوعات پر قرآن و حدیث کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔ سیرتِ نبوی کے مختلف پہلوؤں پر عصر حاضر کے تناظر میں تحقیق کی گئی ہے، نئے پیش آمدہ سماجی اور فقہی مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے اور شریعت کی روشنی میں ان کا حل پیش کیا گیا ہے۔

عصری جامعات کا قیام عرب اور مسلم ممالک میں بڑے پیمانے پر ہوا ہے۔ ان میں سے بعض مخلوط تعلیم فراہم کرتی ہیں۔ بعض ادارے تعلیم نسواں کے لیے خاص ہیں۔ پاکستانی خواتین میں اعلیٰ تعلیم کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے اور وہ عصری جامعات میں داخلہ لے کر ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کر رہی ہیں۔ پاکستان کے عصری جامعات میں دینیات(Theology) اور علوم اسلامیات(Islamic Studies) کی فیکلٹیز قائم ہوئی ہیں اور ان کے تحت قرآن، حدیث، سیرت، اسلامی تاریخ اور دیگر مضامین کے الگ الگ شعبے قائم ہوئے ہیں، اور ان سے وابستہ طالبات نے تحقیقی مقالات لکھے ہیں۔ خاص طور سے پاکستان کی عصری جامعات میں طالبات کے ذریعہ علوم اسلامیہ پر خاصا کام ہوا ہے۔[38]

نتائج، تجاویز و سفارشات:

- پاکستان میں مدرسۃ البنات / جامعات المحصنات کے نام سے موسوم طالبات و متعلمات کے لیے مخصوص تعلیمی ادارے موجود ہیں، مگر نصاب تعلیم عموماً ہلکا رکھا گیا ہے اس نصاب کو جامع و مانع بنانا ضروری ہے۔
- خواتین کے حقیقی شرعی حقوق اور معاصر مصنوعی استحصالی حقوق کی توضیح و تشریح کیلئے تحقیقی و تنقیدی جائزہ ضروری ہے۔
- مختلف سیمینارز اور تحقیقی کانفرنسز و آرٹیکلز کے ذریعہ خواتین کے علمی خدمات کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے اور عملی طور پر ان اعتراف ہونا چاہیے۔

- قرآن وسنت کی صحیح ترجمانی کے لئے ضروری ہے کہ خواتین کو اپنے شرعی حدود میں رہتے ہوئے دینی خدمات کا موقع دیا جائے۔
- تعمیر و تطہیر افکار کیلئے خواتین کے ذریعے نسائی مباحث و مسائل کی درست تشریح و تعبیر ضروری ہے۔
- عصر حاضر میں عالمی سطح پر روشن خیال اور مذہب بیزار طبقہ اسلامی مسلّمات و اقدار پر درج ذیل نعروں کے ساتھ حملہ آور ہے: العیاذ باللہ! قران کریم انسانی سماج میں رجالی تسلّط کا علم بردار ہے۔
- اسلام کے نظامِ خاندان میں خواتین کو دبا کر رکھا گیا ہے اور انہیں بنیادی انسانی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے اس کشمکش میں ضرورت اس امر کی ہے کہ علم و تحقیق کے اسلحہ سے مسلح مسلم خواتین میدان عمل میں آئیں بوجہ نسائی مباحث و مسائل کی درست تشریح کرکے واضح کریں کہ عمل اور اس کے اجر میں اسلام نے مردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات رکھی ہے، لیکن نظامِ خاندان میں اس نے دونوں کا دائرہ کار الگ الگ رکھا ہے قران و حدیث میں وارد نصوص بابت حقوقِ نسواں کی درست تعبیر و تشریح عصر حاضر کی اشد ضرورت ہے۔
- ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی مرحوم نے روایتی تحقیق سے ہٹ کر عصری تقاضوں کے روشنی میں درجہ ذیل موضوعات پر نتیجہ خیز تحقیق کی ضرورت پر زور دیا ہے۔
- عصر حاضر میں عورت کا مقام اور اس کے سیاسی و سماجی حقوق، وراثت، شہادت اور طلاق وغیرہ میں عورت کے ساتھ مرد سے مختلف سلوک کی حکمتیں، عائلی قوانین کی اصلاح: تعدّدِ ازواج کے حق کی تحدید، طلاق کے اختیار کو بعض آداب کا پابند بنانا، حق خلع کی تجدید، مطلقہ کے حقوق اور مسئلہ طلاق ثلاثہ۔
- خواتین کے علمی و تحقیقی خدمات کے مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے مشتہر کیا جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی علوم میں خواتین کی خدمات کا کما حقہ تعارف اب تک نہیں کرایا جاسکا ہے اور نہ ان کے بارے میں عموماً لوگوں کو کچھ معلومات ہیں تذکرہ و تراجم کی کتابیں بھی ان کے ذکر سے خالی ہیں۔ مثال کے طور پر ابن الجزری المقریؒ (م ۸۳۳ھ) نے اپنی کتاب غاية النهاية في طبقات القراء میں تین ہزار نو سو پچپن (۳۹۵۵) قرآء کا تذکرہ کیا ہے جن میں سے قاریات کی تعداد صرف تین (۳) ہیں۔ اسی طرح اسماعیل بغدادی نے اپنی کتاب هدية العارفين في أسماء المؤلّفين وآثار المصنفّين میں صرف دو (۲) صاحبِ تصنیف خواتین کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح زرکلی کی الأعلام میں تیرہ (۱۳) اور عمر رضا کحالہ کی أعلام النساء میں صرف دس (۱۰) ایسی خواتین کا تذکرہ ہے جنہوں نے کسی موضوع پر تصنیف و تالیف کا کام کیا ہے۔[39]
- اجتہاد فقہ الاحکام کو فقہ الواقع پر لاگو کرنے کا نام ہے یا اجتہاد آسان الفاظ میں قرآن وسنت کی وسعتوں اور گہرائیوں سے اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے جدید مسائل کا حل تلاش کرنے کا نام ہے اجتہاد اور ذہنی جدوجہد لازم و ملزوم ہے، ذہنی جدوجہد کے بغیر اجتہاد ممکن نہیں ہے۔ پس اجتہاد کا خاصہ ذہنی جدوجہد ہے۔

- والذين حفظت عنهم الفتوى من أصحاب رسول الله ﷺ مئة ونيف وثلاثون نفسا، ما بين رجل وامرأة، وكان المكثرون منهم سبعة: عمر بن الخطاب وعلي بن أبي طالب وعبد الله بن مسعود وعائشة أم المؤمنين وزيد بن ثابت وعبد الله بن عبّاس وعبد الله بن عمر رضوان الله تعالى عليهم أجمعين.[40]
- شرط المفتي كونه مكلفا مسلما ثقة مأمونا متنزها عن أسباب الفسق وخوارم المرؤة فقيه النفس سليم الذهن رصين الفكر صحيح التصرف والاستنباط متيقظا سواء فيه الحر والعبد والمرأة والأعمى والأخرس إذا كتب أو فهمت اشارته.[41]

(References الهوامش)

[1] البخاری محمد بن اسماعیل ، صحیح البخاری، باب الزکوۃ علی الاقارب، ۲/ ۳۲، قدیمی کتب خان کراچی، ۲۰۰۹ء

Al-Bukhari Muhammad Bin Iismail, Sahih Al-Bukhari, Bab Alzakwat Ealii Aleaqrab, 2/32, Qadimai Kutab Kahana Karachi, 2009.

[2] سمیعہ نازش، مقالہ: دلالة سياق بعض الأحاديث حول المرأة مقالاً ومقاماً، سہ ماہی الدراسات الاسلامیۃ، اسلام آباد، ج ۵۱، ش ۴، اکتوبر۔ دسمبر ۲۰۱۶ء

Samia Nazish, Maqala: Dalalah Siaq Baz Al'ahadith Hawl Almar'at Makaqaln Wamakamn, Dirasat Rubue Sanawiat Fi Al'iislam, 'Iislam Abad, Almujalad 51, Aleadad 4, 'Uktubar- Disambir 2016.

[3] الالبانی، محمد ناصر الدین، سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيء على الأمة، ۵/ ۳۰ ، دار المعرفہ، لبنان، ۱۴۳۲ھ

Al'albaniu, Muhamad Nasir Aldiyn, Silsilat Al'ahadith Alduef Waldhaatiat Wa'athariha Ealaa Al'umat, 5/30, Dar Almaerifat, Lubnan, 1432.

[4] ابن خلکان، وفیات الأعیان، ۳/ ۳ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۷ھ

Ibne Khalqan, Wafat Aleian, 3/3 Dar Alkitab Aleilmiat Bayrut 1427.

[5] الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، ۳/ ۳۹ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ۱۴۳۱ھ

Alzirikaliu, Khayr Aldiyn, Al'iilam, 3/39 Dar Alkitab Aleilmiat Bayrut Lubnan 1431.

[6] کحالہ، عمر رضا، اعلام النساء، ۳/ ۱۹۴ دار القلم مصر

Kahala, Umar Riza, 'Iilam Alnisa', 3/194 Dar Alqalam Masr.

[7] ابن خلکان، وفیات الأعیان، ۳/ 45

Ibne Khalqan, Wafat Aleian, 3/45

[8] ڈاکٹر فریدہ خانم، امہات المومنین، ص ۱۰، الرسالہ بک سینٹر، نئی دہلی، 2017ء

Farida Khanam, 'Iimhat Almuminin, p;10, Markaz Alrisalat Lilkitab, Niudilhi, 2017

[9] ابن قیم، اعلام الموقعین، ۱/ ۱۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1425ھ

Ibne Qaayam, 'Iielan Almualifin, 1/12, Dar Alkitab Aleilmiat, Bayrut, 1425

[10] ابن سعد، الطبقات، ۵/ ۱۳۸، دار الاشاعت کراچی، 2013ء

Ibne Saad, Altiqabat, 5/138, Dar Al'iisheaeat, Karachi, 2013

[11] ابن فرحون، الدیباج المذہّب فی أعیان علماء المذہب، ۱/ ۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت، 1432ھ

Ibne Farhun, Aldiybaj Almadhhab Fi 'Aeyan Eulama' Almadhhab 1/86 Dar Alkitab Aleilmiat Bayrut 1432

12۔ الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، ۸/ ۴۴

Alzirikli, Khayr Aldiyn, Al'Ielam 8/44

13۔ ابن فرحون، الدیباج المذہّب فی أعیان علماء المذہب، ۱/ 133

Ibne Farhun, Aldiybaj Almadhhab Fi 'Aeyan Eulama' Almadhhab 1/133

14۔ الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، ۸/ ۴6

Alzirikli, Khayr Aldiyn, Al'Ielam 8/46

15۔ کحالۃ، عمر رضا، اعلام النساء، ۳/ ۱۹۴

Kahala, Umar Riza, 'Iilam Alnisa', 3/194

16۔ عمر رضا کحالۃ، أعلام النساء، ۱/ ۳۴۵ خدیجۃ بنت قیم البغدادیۃ المتوفی ۶۹۹ھ

Kahala, Umar Riza, 'Iilam Alnisa', 1/345

17۔ القرشی، ابو الوفاء، الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیۃ ۴/ ۱۲۲ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ 1419ھ

Alqurashiu, 'Abu Alwfa, Aljawahir Almudhiat Fi Tabaqat Alhanafiat 4/122 Dar Alkitab Aleilmii Bayrut Lubnan 1419

18۔ ابن قطلوبغا، تاج التراجم، ص ۲۵۲، ۳۲۷۔۳۲۸، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1421ھ

Ibne Qatlubagha, Taj Altirajm, p 252, 327-328, Dar Alkutab Al-Ilmiiya Bayrut, 1421

19۔ ابن رجب، الذیل علی طبقات الحنابلۃ، ۴/ ۴۶۷، دار احیاء التراث العربی، ریاض

Ibne Rajab, Aldhayl Elaa Tabaqat Alhanabilah, 4/467, Dar 'Iihya' Alturath Al-Arabia, Alriyad.

20۔ الذہبی، شمش الدین، میزان الاعتدال، ۴ / ۶۰۴، دار الکتب العلمیہ بیروت 1425ھ

Alzahbi, Shamsh Aldiyn, Mizan Aleatidal, 4/604, Dar Alkutab Al- Ilmiiya Bayrut 1425

21۔ عمر رضا کحالۃ، أعلام النساء، ۴/ ۹۴

Kahala, Umar Riza, 'Iilam Alnisa', 4/94

22۔ طاش کبری زادہ، مفتاح السعادۃ، ۲/ ۲۴۷-۲۴۸، دار المعارف ریاض

Tash Kibri Zadah, Miftah Alsaadat, 2/247-248, Dar Almaearif, Alriyad

23۔ محمد خیر رمضان یوسف، المؤلفات من النساء، ص ۸۴ دار الکتب العلمیہ بیروت

Muhammad Khayr Ramdan Yusuf, Almusafah Min Alnisa’, p 84, Dar Alkitab Al-Ilmiayah, Bayrut.

24۔ ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ۲۱/ ۱۱۳ دار احیاء التراث العربی، ریاض، 1406ھ

Ibne Kathir, Albidaya Walnihaya, 21/113, Dar 'Iihya' Alturath Alearabii, Alriyad, 1406.

25۔ محمد خیر رمضان یوسف، المؤلفات من النساء ومؤلفاتھن فی التاریخ الاسلامی، ص ۶-۵، دار ابن حزم بیروت

Muhammad Khayr Ramadan Yusuf, Almatharat Min Alnisa' Walmufathithin Fi Altaarikh Al’iislamii, p 5-6, Dirban Hazam Bayrut.

26۔ محمد خیر رمضان یوسف، المؤلفات من النساء، ص ۱۳-۱۵

Muhammad Khayr Ramadan Yusuf, Almatharat Min Alnisa', p 13-15

27۔ عثمانی، مرجان، مصر کی بیٹی زینب الغزالی، 2۴ مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز نئی دہلی

Euthmani, Marjan, Abnat Zaynab Alghazalii Almisriat, p 42 Dar Nashr Almadrasat Almarkaziat Lil'iislam, Niudilhi

28۔ عثمانی، مرجان، مصر کی بیٹی زینب الغزالی، ص42

Euthmani, Marjan, Abnat Zaynab Alghazalii Almisriat, p 42

29۔ مقالہ دوسری بین الاقوامی قرآن کانفرنس، زیر اہتمام تنظیم مرکز بحوث القرآن، جامعہ ملایا، کوالالمپور، ملیشیا، فروری ۲۰۱۳ء

Maqalah Fi Almutamar Alduwalii Althaani Lilquran, Aladhi Nazamah Markaz 'Abhath Alquran, Jamieat Malaya, Kualalambur, Malizia, Febrary 2013

30۔ ایضاً: مقالہ پیش کردہ دوسری بین الاقوامی قرآن کانفرنس

Ibd, Maqalah Fi Almutamar Alduwalii Althaani Lilquran

31۔ عثمانی، مرجان، مصر کی بیٹی زینب الغزالی، ص94

Euthmani, Marjan, Abnat Zaynab Alghazalii Almisriat, p 94

32۔ ڈاکٹر ظفر الاسلام، مقالہ: عہد وسطیٰ کے ہندوستان کی فارسی تفسیریں۔ ایک تعارفی مطالعہ، سہ ماہی علوم القرآن، علی گڑھ، جولائی۔ دسمبر ۱۹۸۵ء، ص ۱۳۳

Dr. Zafar Al'iislam, 'Utruhata: Altaeliqat Alfarisiat Lilhind Fi Aleusur Alwustaa. Dirasat Tamhidiat, Rubue Sanawiat Min Eulum Alquran, Ealaykarah, Tamuzi. Disambir 1985 , p .133

33۔ الازھری، عبد الصمد صارم، تاریخ التفسیر، ص24 ادارۂ علمیہ لاہور

Al'azhariu, Eabd Alsamad Sarim, Tarikh Altafsir, p 24, 'Iidaran 'Alamyan Lahur.

34۔ الاعظمی، ڈاکٹر محمد الیاس، آثار شبلی، دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ

Aleazimiu Du.Muhamad Alyas Athar Shibli Akadimiat Dar Almusanafin Shibli Azamijaruh

35۔ مقالات شبلی، ۸/۱۸۸ الفیصل ناشران لاہور 2017ء

Maqalat Shibli, 8/88 Alfaysal Lilnashr, Lahur 2017

36۔ گھانچی، حافظ محمد عارف، جدید اردو کتابیاتِ سیرت، ص34، دار العلوم التحقیق کراچی ۱۹۸۰-۲۰۰۹ء

Ghinshi, Hafiz Muhammad Arif, Bibilyughrafya Al'ardiat Alhadithat, p 34, Dar Aleulum Tahaqaq, Karatshi 1980. 2009

37۔ مجتبیٰ فاروق، مریم جمیلہ، مغرب کی بے باک ناقد، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی، 2015ء

Mujtabaa Faruq, Maryam Jamilat, Alnaaqid Aljari' Lilgharb, Dar Nashr Almadrasat Almarkaziat Lil'iislam, Niudilhi, 2015

38۔ سمیعہ نازش، مقالہ: دلالة سياق بعض الأحاديث حول المرأة، ج ۵۱

Samia Nazish, Maqala: Dalalah Siaq Baz Al'ahadith Hawl Almar'at, Almujalad 51

39۔ ڈاکٹر ظفر الاسلام، مقالہ: عہد وسطیٰ کے ہندوستان کی فارسی تفسیریں ص ۱۳۳

Dr. Zafar Al'Islam, 'Utruhata: Altaeliqat Alfarisiat Lilhind Fi Aleusur Alwustaa, p 133

40۔ ابن قیم، اعلام الموقعین، ۲/۱۸، دار المعرفہ ریاض مملکۃ السعودیہ العربیہ

Ibne Qaayam, 'Ielam Almaqahin, 2/18, Dar Almarifa, Alriyad, KSA

41۔ النووی، یحیٰ بن شرف، المجموع شرح المھذب، ۱/۴۱ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، ۱۴۳۲ء

Alnawawii, Yahya Bin Sharaf, Almajmu Sharh Almahadhib, 1/41, Dar Alkitab Alilmiya, Bayrut, Lubnan, 1432.